

212158- آج ہمارے پاس موجود قرآن کریم وہی ہے جس پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہوا تھا۔

سوال

کیا یہ بات صحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کچھ آیات کی تلاوت کی جاتی تھی لیکن انہیں موجودہ قرآن مجید کے نسخوں میں شامل نہیں کیا گیا؟ کیا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہمارے پاس موجود قرآن مجید وہی نہیں ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا؟ کیا ہمارے قرآن مجید سے حذف شدہ لیکن منسوخ آیات کی تشریح ممکن ہے؟ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ ایک آیت جس کا نام آیت رجم ہے وہ پہلے قرآن کریم کا حصہ تھی، پھر وہ حدیث کا حصہ بن گئی، چنانچہ اس کی تلاوت منسوخ کر دی گئی لیکن اس کا حکم باقی رہا۔ تو اگر اس کا حکم اب بھی باقی ہے تو اس کی تلاوت منسوخ کرنے میں کیا حکمت ہے؟ یعنی یہ کیسے ممکن ہے کہ تلاوت منسوخ ہو جائے لیکن اس کا حکم منسوخ نہ ہو؟ اور کیا اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام کا قرآن کریم کے بارے میں اختلاف تھا؟ اگر اختلاف نہیں تھا تو پھر اس کا کیا مطلب ہو گا کہ ہر صحابی کے پاس قرآن پاک کا ایسا نسخہ موجود تھا جو ہمارے نسخے سے الگ تھا؟

جواب کا خلاصہ

قرآن کریم کے بارے میں صحابہ کرام کا اختلاف نہیں ہوا، بلکہ قرآن کریم ہر مرحلے میں کسی پیشی سے محفوظ رہا ہے، ہاں جب صحابہ کرام نے اپنے اپنے ذاتی نسخوں پر تفسیر اور تشریح بھی ساتھ لکھی تو بعض لوگوں نے یہ سمجھا کہ ہر صحابی کا قرآن کریم کا نسخہ الگ تھا۔ اسی طرح جب کچھ صحابہ کرام نے منسوخ التلاوت آیات کو بھی اپنے اپنے مصاحف میں درج رکھا تو بعض لوگوں نے عمداً غلطی سے یہ کہنا شروع کیا کہ صحابہ کرام کے مصاحف میں موجود یہ اختلاف حقیقی ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اسے قریب یا بعید کسی بھی اعتبار سے اختلاف نہیں کہا جاسکتا۔

پسندیدہ جواب

اول :

سب سے پہلے تو ہم محترم سائل کے سامنے اس قسم کے سوالات کے بارے میں اپنا تجربہ رکھنا چاہیں گے کہ عام طور پر ایسے سوالات کا سبب بننے والے لوگ وہ ہوتے ہیں جو زمین حقائق کو غلط ملط کرنے کے ماہر ہوتے ہیں، ان کا مقصد ایسی باتوں کو ہوا دینا ہوتا ہے جس سے یہ لگے کہ قرآن کریم کا تحفظ ہوائی باتیں ہیں، اور آج کسی کو نہیں معلوم کہ ہمارے پاس موجود قرآن کریم کا نسخہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا کلام ہے یا نہیں! اور یہ بہت ہی خطرناک بات ہے!

اسے سمجھنے کے لیے آپ فرض کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پڑھی جانے والی کچھ آیات اور سورتیں کسی بھی سبب اور وجہ کی بنا پر مصحف میں درج نہیں ہو سکیں؛ تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ اللہ نہ کرے۔ کہ جو کچھ بھی قرآن مجید کی صورت میں ہمارے پاس پہنچا ہے وہ سب کا سب ہی باطل ہے۔

اسی طرح آپ یہ بھی ذہن نشین رکھیں کہ کوئی بھی بڑی تاریخی چیز جو نقل در نقل ہم تک پہنچے جیسے کہ ہزاروں آیات پر مشتمل قرآن مجید ہے کہ اسے نقل کرنے والے بھی ہزاروں صحابہ کرام ہیں، اور اسے لکھا بھی ہزاروں باریک سفید پتھروں، پتھروں اور دیگر اسی طرح کی چیزوں پر لکھا گیا تھا۔ اسے نقل کرنے میں معمولی اختلاف اور بھول چوک رونما ہونا لازمی امر ہے، یا بیان کرنے والوں کے درمیان معمولی اختلاف کی وجہ سے تکرار ہو جانے، یا تھوڑا بہت فرق سامنے آجانے تو یہ سینہ بہ سینہ نقل اور حفظ میں رونما ہو سکتا ہے، یہ ایک لازمی چیز ہے۔

لیکن یہ کہنا کہ قرآن کریم میں تحریف رونما ہوئی تو یہ ہوس پرست لوگوں کی طرف سے ہی ممکن ہے یہ لوگ حقائق کو چھپاتے ہیں اور عام لوگوں کو دھوکا دہی کے ذریعے شکوک و شبہات میں ڈال دیتے ہیں، اور انہیں یہ باور کرواتے ہیں کہ اس طرح کا معمولی اختلاف۔ نعوذ باللہ۔ قرآن کریم کے محرف ہونے کی یا قرآن کریم کے غیر محفوظ انداز میں ہم تک پہنچنے کی دلیل ہے!!

وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ قرآن کریم ہم تک اس صورت میں جو آج ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے یہ دنیائے اسلام میں پھیلی ہوئی ہزاروں ثابت شدہ اسانید سے ہم تک پہنچا ہے، بلکہ پوری دنیا کے مکتبات اور لائبریریوں میں موجود باسند مصاحف جن کی سندیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ ہیں ان کی تعداد ناقابل شمار ہے، اگر کوئی ایسا بڑا علمی ادارہ قائم کیا جائے جو ان اسانید، مصاحف اور کتب کو جمع کرے، اور قرآن کریم کے متواتر ہونے کے دلائل اکٹھے کرے تو اس کے لیے بھی یہ ناممکن ہوگا۔

اور اگر کوئی کہے کہ اس طرح تو قرآن کریم کے ہم تک محفوظ انداز سے پہنچنے پر منفی اثرات پڑتے ہیں، اور اس چیز کا خدشہ بڑھ جاتا ہے کہ قرآن کریم میں۔ نعوذ باللہ۔ کسی اور اضافہ ہو گیا ہے؛ تو وہ لوگ درحقیقت علم کے منتقل ہونے کے تمام معیاروں کو مسترد کر رہے ہوتے ہیں، بلکہ ایک واقعہ کے بیان میں لفظی اختلاف کی وجہ سے علم کو منتقل کرنے کے تمام ثابت شدہ اور معتد طریقوں کو معطل کر دیتے ہیں۔ حالانکہ انہی ذرائع سے سابقہ اقوام کے ورثے اور تاریخ ہم تک پہنچے ہیں؛ کیونکہ ہم نے اس میں غور و فکر نہیں کیا ہوتا، یا پھر ہم نے اس کو سمجھا نہیں ہوتا نہ ہی اس کی صحیح وجہ جانی ہوتی ہے۔ لہذا قرآن کریم پر کوئی بھی اعتراض چاہے وہ سچا ہو یا جھوٹا ہو ایسا نہیں ہے کہ جس کا یہاں پر جواب یا توجیہ پیش نہ ہو سکے۔ وگرنہ جس قدر اعتراضات قرآن کریم پر کیے جاسکتے ہیں اس سے کہیں زیادہ اور مختلف قسم کے اعتراضات مذکورہ تمام تاریخی ورثوں اور علوم و فنون کے بارے میں اٹھائے جاسکتے ہیں، اگر وہ اعتراضات وہاں پر قبول ہوں گے تو پھر ان اعتراضات کو قرآن کریم کے بارے میں بھی تسلیم کر لیں گے، بلکہ احادیث کے بارے میں بھی ماننے کے لیے تیار ہوں گے۔

دوم:

محترم سائل بھی ہمارے ساتھ تعجب اور ورط حیرت میں مبتلا ہوں گے کہ جو شخص اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ قرآن کریم ہر چیز کے خالق و مالک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، جو کہ ہر چیز کے معاملات سنوارنے والا ہے، وہی اس کائنات کے عجائبات کو پیدا کرنے والا ہے، وہی آسمان و زمین سمیت ان کے درمیان ہر چیز کا بادشاہ ہے، وہی ہر چیز پر قادر ہے، ان سب باتوں کو تسلیم کرنے کے باوجود یہ اچھا نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی کچھ آیات کی تلاوت منسوخ کر دے، یا ان آیات کا حکم منسوخ کر دے، یا پھر کچھ آیات کی تلاوت اور حکم دونوں ہی منسوخ کر دے!!

کیا اللہ تعالیٰ نے ہی ان آیات کو نازل نہیں فرمایا؟ کیا یہ آیات کریمہ اسی کے بول نہیں ہیں؟ کیا وہی ان آیات میں موجود اعلیٰ ترین احکامات کا حکم دینے والا نہیں ہے؟ تو پھر ہمارے قلب و اذہان اس بات کو قبول کرنے کے لیے تیار کیوں نہیں ہوتے کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا اور تعالیٰ چاہے تو کچھ آیات کے حکم کو قرآن مجید سے منسوخ فرمادے لیکن ان آیات کی تلاوت کی جاتی رہے اور وہ اللہ کے کلام میں شامل رہیں۔ یہ تو ایسے ہی جیسے کہ تورات اور انجیل دونوں ہی اللہ کا کلام ہیں لیکن انہیں قرآن کریم نے منسوخ کر دیا ہے، اور ان دونوں کتابوں میں سے کچھ مقدار باقی رہی جس میں تحریف اور تبدیلی نہیں کی جاسکتی اس حصے کا احترام اور مقام بالکل اسی طرح باقی ہے کیونکہ وہ واقعی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے!!

تو اس بات کو تسلیم کرنے میں کیا حرج ہے؟!!

قرآن کریم میں واقع ہونے والے نسخ کی ایک مثال ہم دنیا میں بھی دیکھتے ہیں، ویسے تو اللہ تعالیٰ کے لیے اعلیٰ ترین مثالیں بیان کی جاسکتی ہیں، صرف سمجھانے کے لیے ہم کہتے ہیں کہ: کسی بھی کتاب یا واقعے کا مصنف جب دوسری بار اپنی کتاب پڑھتا ہے تو اس میں رد و بدل لازمی کرتا ہے، کبھی اس کا سیاق بدلتا ہے تو کبھی پورا پیرا گراف ہی بدل دیتا ہے، تو انسان یہ حق کسی انسان کے لیے دینے کو تیار ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ایک کمزور مخلوق ہے، لیکن کچھ لوگ اس حق کو اللہ تعالیٰ کی ذات میں نقص اور عیب سمجھتے ہیں!!

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ: نسخ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے سابقہ کسی حکم میں نقص یا خلل محسوس ہوتا ہے تو پھر اسے اپنے نئے حکم میں ختم کر دیتا ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ: یہ اعتراض درحقیقت نسخ کی اصل کیفیت اور صورت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے، تلاوت کے منسوخ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ منسوخ آیت کو قرآن کے حصہ ہونے سے نکال دیا گیا ہے جبکہ اس کا حکم باقی ہے، یعنی اس آیت کی تلاوت کر کے عبادت نہیں کی جاسکتی! یا پھر نسخ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تلاوت اور حکم دونوں کو منسوخ کر دیا گیا ہے، لیکن پھر بھی اسے اللہ کا کلام ہونے کا شرف حاصل ہے۔

اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ تعدی امر یعنی عبادت در حقیقت غیر معقول المعنی ہی ہوتی ہے، تو پھر کوئی بندہ یہ اعتراض کیسے کر سکتا ہے کہ تلاوت کے مسوخ ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں خلل یا کمی عیاں ہو گئی ہے؟!

ہم اپنی ویب سائٹ میں متعدد سوالات کے جوابات (110237)، (174796)، اور (176972) میں مسوخ آیات کی مثالیں ذکر کر چکے ہیں، اور ان آیات کو مسوخ کرنے کے بارے میں علمائے کرام کی بیان کردہ حکمتیں بھی واضح کر چکے ہیں، ان کا مطالعہ مفید ہوگا۔

سوم:

اگر آپ مذکورہ بالا گفتگو سمجھ چکے ہیں تو پھر یہ بھی آپ کے لیے یہ بھی واضح ہو چکا ہے کہ علمائے اہل سنت آیت رجم کے بارے میں جو کہتے ہیں کہ اس آیت کا حکم باقی ہے جبکہ اس کی تلاوت مسوخ ہے، یہ بھی قرآن کریم میں واقع ہونے والے نسخ کے بارے میں ہے کہ جس کے بارے میں اصول و ضوابط سابقہ ذکر شدہ سوالات کے جوابات میں گزر چکے ہیں، جبکہ خود قرآن کریم میں نسخ کے حوالے سے بنیادی باتیں ذکر ہوئی ہیں، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَا نُنسخ من آية أو نُنسئها نأت بعجز منها أو ميثاقنا ألم نعلم أن الله على كل شيء قدير﴾ (106) ألم نعلم أن الله له تلك السماوات والأرض وما كنتم من دون الله من ولي ولا نصير﴾.

ترجمہ: ہم جو بھی آیت مسوخ کریں اور یا اسے ذہنوں سے بھلا دیں تو ہم اس سے بہتر یا اسی جیسی آیت لے آتے ہیں، کیا آپ جانتے نہیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ (106) کیا آپ نہیں جانتے کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے، اور تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی والی اور مددگار نہیں ہے۔ [البقرة: 106-107]

آیت رجم کے بارے میں مزید تفصیلات جاننے کے لیے آپ سوال نمبر: (111382) اور (179886) کا جواب ملاحظہ کریں۔

چہارم:

لہذا صحابہ کرام کے مابین قرآن کریم سے متعلق کوئی اختلاف نہیں تھا، ہاں کچھ لوگوں نے ایسی چیزوں کو اختلاف سمجھ لیا جو حقیقت میں اختلاف نہیں تھا، اس کی وجہ یہ بنی کہ انہوں نے بعض صحابہ کرام کی جانب سے قرآن مجید کے ذاتی نسخوں پر تفسیر اور شرح لکھی ہوئی دیکھی تو اسے بھی قرآن کریم کا حصہ سمجھ لیا، اسی طرح جب انہوں نے کچھ صحابہ کرام کے ذاتی نسخوں پر مسوخ آیات لکھی ہوئی دیکھیں تو کچھ لوگوں نے عدا یا غلطی سے یہ سمجھ لیا کہ قرآن مجید کے صحابہ کے نسخوں میں اختلاف حقیقی تھا، حالانکہ وہ دور یا قریب کسی بھی اعتبار سے اختلاف نہیں بنتا، بلکہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ در حقیقت قرآن کریم کی تفسیر ہوتی تھی جو بعض صحابہ اپنے ذاتی نسخے پر لکھ لیا کرتے تھے، لیکن بعض لوگوں نے اس کو غلط بیان کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ وہ اس صحابی کا قرآن ہوتا تھا۔ یا پھر بعض صحابہ کے ذاتی نسخوں میں مسوخ شدہ آیات یا سورتیں ہوتی تھیں جنہیں انہوں نے مٹایا نہیں ہوتا تھا، تاکہ ان آیات کو یاد رکھ سکے اور ان کے حکم پر عمل کر سکے نیز اس صحابی کو یہ بھی علم ہوتا تھا اور تسلیم کرتا تھا کہ ان آیات کی تلاوت کر کے عبادت نہیں کی جاسکتی۔

واللہ اعلم